هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ

حسن البیان فیما فی سیرۃ النعمان

اس کتاب میں حدیث اور اصول حدیث اور سیرۃ محدثین کے متعلق بحثیں ہیں اور اُن اعتراضوں کے جواب ہیں جو مولوی شبلی نعمانی نے علم حدیث اور ائمۂ حدیث پر کئے ہیں اور اُس موازنہ کی غلطی کا اظہار ہے جو اُنھوں نے حدیث اور فقہ کو ہم پلہ قرار دیا ہے اور مدح امام ابو حنیفہ کی مبالغہ میں محدثین کی اہانت کی ہے اور اُن مسائل حدیثیہ اور کلامیہ کی بھی تحقیق ہے جن پر امام ابو حنیفہ کی تقریر نعمانی صاحب نے رد و قدح کی ہے

مؤلفہ عبد العزیز محمدی

مطبوعہ جید برقی پریس دہلی باہتمام سلیمان

ملنے کا پتہ:- محمد سعید متصل گھنٹہ گھر - کوچہ خانچند - مسجد علیجان - دہلی

علم حدیث آمده دریای ژرف — از پی غواصی طبع شگرف
درخور هر خار و خسی نیست این — بازی هر بوالهوسی نیست این
سیرت نعمان که برخوانده — در ره تلبیس فرس رانده
[illegible] علمای عظام — مجتهدان و فقهای کرام
نیست ذرین باب کلام و سخن — کاین همه خود آمده فعل حسن
تذکرهای علمای حدیث — کز دل و جان اند فدای حدیث
قوم که پا در طلبش سوده اند — مجتهدان نیز ازان بوده اند
در رقمش طرفه غضب کرده — در حق شان سوء ادب کرده
از ره انصاف بگو کی رواست — روی جوابم بهمین مدعاست
گر بجوابم که بود یک ز صد — شمه زین از نظرت بگذرد
طعنه مزن بر سخن و عذرم پذیر — کاین بره نقل بود ناگزیر
نقل نکردن نبود هم صواب — چون بهمین ست مناط جواب
گر تو بدین کار نگشتی خجل — بر سقه خویش نوشتی سجل
دیده ام آن نسخه سراپا تمام — جمله چه آغاز چه ختم کلام
چون دهش گوش من آوا نهی — نیک نگر جمله درونش تهی
آس همین تا چه غریوان بود (آواز تخفیف ۱۲) — هوش ربا غلغل دیوان بود
بوی بدانگیزه غماز اوست — فکرت هر مرد به انداز اوست
برهنه پا داری و هم پای ریش (هنگ ۱۲) — در ره پرخار منه پای خویش
در ره ابرام مکن ترکتاز — طره دستار چه داری دراز
هر چه بگوئی سخن نغز گو — پوچ مگو محکم و پرمغز گو
هوش کن و گام چو مستان مزن — بی سر و پا حرف بدستان مزن
بار حرمیکه تو داری بسیج — دور بود منزل و ره پیچ پیچ
پای کشد صاحب طبع سلیم (اراده ۱۲) — در خور اندازه طول گلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ خدا خالقِ ارض و سما   کو بفرستاد پیمبر بما

بهرِ خودش طالب طاعت زما   بهرِ نبیؐ خواست اطاعت زما

کرد دریں عرصهٔ بزمِ وجود   منع بجز ذاتِ خدا را سجود

پس به نبیؐ باد درود و سلام   باز بر اصحابؓ و بر آلِ کرامؓ

احمد و محشورِ سرِ سروراں   ختمِ رسل خاتمِ پیغمبراں

تا ببرد ظلمتِ آفاق گیر   ذاتِ حقش کرد چو سراجِ منیر

مهرِ نبی داری و فرمان بری   بیشکی از جادهٔ شیطاں بری

عشق بجز پیرویش رائگاں   فاتبعونی تو بقرآں خواں

وه چه خوشا مذهبِ اهلِ حدیث   رجم شهاب است بدیوِ خبیث

آمده قرآن و حدیثِ رسول   بهرِ علوم دگر اصل الاصول

از پئے علمِ دگر است ایں عماد   فقه بود خواه بود اجتهاد

هرزه درآئی مکن و هوش کن   گفتهٔ من از تهِ دل گوش کن

واقعه را طرح متین افگنم | دیو غلط را بزمین افگنم
طرز بیانم که بود خوشترین | غلغله افگند بچرخ برین
با چو منت زهرهٔ نادر دنبت | شکل بصر عام هم آورد نیست
موسی عمران وکجا سامری | معجزه کے ترسد از افسونگری
سحر ز اعجاز شود سرنگوں | خوانده نه تلقف ما یافکون
وسوسهٔ گر بدل آید ترا | معجزه از غیر نبی کے روا
نسبت معجز نه بمن کن قبول | بلکه به تنزیل وحدیث رسول
حرف بار دو که زده در کتاب | عذر بر آں داشته بس ناصواب
یار نه مینا و نه جامِ شراب | گشته خرابات سراپا خراب
قطرهٔ زاں باده نوشیں نماند | نامے ازاں صحبت دوشیں نماند
ریخت خزاں برگ نهالِ چمن | گشت چمن مسکن زاغ و زغن
بزم طرب مجلسِ ماتم شده | چوں ورق گنجفه برهم شده
زیر بنالید و خروشید بم | چنگ شد از پیری غم پشت خم
دامن بربط ز الم تار تار | جمله برفتند خروشان و زار
شمع که پرتو فگنِ بزم بود | مُرد و بصد یاس بر آورد دود
دفترِ علمش چو همه گاو خورد | گاوِ پے ذبح چو قصاب بُرد
فُرس و عرب جمله فراموش شد | حرف بارُدو زد و خاموش شد
من زده ام حرف بارُدو زبان | از پئے تفهیم همه عامیاں
هست پسندیدهٔ طبع ظریف | حرف زدن وفق کلام حریف
ورنه کلام عرب و هم عجم | هر دو زباں را ز تو دانا ترم

مثنوی آں به که نمایم تمام
بادهٔ مقصود بریزم بجام

چشم نه واکرده چو ره بسپری — در رهِ دشوار سکندر خوری

پاۓ نگهدار و خبردار باش — دم مزن از لابه و هشیار باش

دعوی حق گفتن حق سهل نیست — بُردن تو گوی سبق سهل نیست

بگذر ازین دعوی لاف و گزاف — حق بود آرے سخن صاف صاف

دعوی بیهوده نه زیبا بود — جامهٔ بنگفت نه دیبا بود

دم زنی از فقه و خبر شاد شاد — هم ز تو ارنج وهم از اجتهاد

در روش علم چه خود دم زنی — چوں تو دریں جمله نه صاحب فنی

علم و هنر پیشهٔ مرداں بود — شیوهٔ ایں راه نورداں بود

از نکت فن چو نیابی سُراغ — زشت بود بیهده پختن دماغ

طنطنه کم از دم شمشیر نیست — طعمهٔ هر مرغکے انجیر نیست

در هنرت دعوی زور آوری — حیف برین دعوی واین داوری

نیک نگهدار تو اندازه را — پرده مدر پردے راز را

برزده شده لاف وسعت بدف — گوهر تو نیست بسنگ خزف

کار تو اندازهٔ هر خام نیست — خاصه چو در خامی خود تام نیست

خونِ دل خود به قدح ریختی — شعبدهٔ تازه برانگیختی

خاک که در میکده ها بیختی — در مۓ صافی کدرے ریختی

بُردن فرمان خداوند را — بشکنم این صنم چند را

میکنم از بانگ خلیل اللهی — خانه ز اصنام و کنشتاں تهی

قطره ربودن گهرے ساختن — چیست به تغییر بپرداختن

فاش نمائیم دریں گفتگو — جمله خطاهاے ترا مو بمو

رخش سخن را چو بدین زین کنم — ذکر اسانید بآئین کنم

قصه بجاۓ که بسازم بیاں — می دهم از سفر و نامش نشاں

واقعه گویم به طرز زریں — بر روش خوب تر و جانگزیں

اُس کے قبول و بیان میں سر مو فرق نہیں کرتے اور اپنی عقل سے اطلاقات شرعیہ میں خرابی نہیں نکالتے
اور اُس خرابی کی بنا پر ظاہر قرآن و حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ بالراس و العین اُسکو قبول کرتے اور اُسکے
خلاف کرنیوالے کو نہایت بُرا سمجھتے اور یہی شان تھی صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جسکا خود مولف
نے صفحہ ۱۲۱ میں اقرار کیا ہے اور لکھا ہے (صحابہ کے زمانہ تک اسلامی عقائد کی سطح نہایت ہموار اور غیر متحرک
رہی اہل عرب کو ان موشگافیوں اور باریک بینیوں سے سروکار نہ تھا الخ) محدثین (جو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی روش اختیار کرنیوالے اور اُس سے عدول کرنیوالے کو نہایت بُرا سمجھنے والے تھے) نے
اس مسئلہ میں بھی وہی روش صحابہ کی اختیار کی اور اللہ و رسول نے جن اعمال پر ایمان کا اطلاق کیا ہے
اُسکو وہ بھی ایمان ہی کہتے رہے۔ نصوص کا محدثین کے موافق ہونا ظاہر ہے چنانچہ اسکا خود مولف نے صفحہ ۱۲۲
میں اقرار کیا ہے اور کہا ہے (چونکہ قرآن کی بعض آیتیں بھی بظاہر اُسکی مؤید تھیں اُنکی رائے کو اور بھی قوت
و شدت ہوگئی) لہذا ہم یہاں نصوص کا ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھتے ہاں شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب حجۃ
اللہ البالغہ (جس سے مؤلف کو نہایت حسن اعتقاد ہے اور متعدد مقام میں اپنی کتاب میں اُس سے سند پکڑی ہے صفحہ
۷۲ میں لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کی بےنظیر کتاب حجۃ اللہ البالغہ الخ) سے بعض مضامین یہاں پر نقل کرنا
ہم مناسب سمجھتے ہیں ایمان کی بحث میں لکھا ہے اعلم ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم جعل الایمان علی ضربین
احدھما الایمان الذی یدور علیہ احکام الدنیا من عصمۃ الدماء والاموال وضبطہ بامور ظاہرۃ
فی الانقیاد وھو قولہ صلے اللہ علیہ وسلم امرت ان اُقاتل الناس حتے یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا
رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماؤھم واموالھم الا بحق
الاسلام وحسابھم علے اللہ وثانیھما الایمان الذی یدور علیہ احکام الاخرۃ من النجاۃ والفوز
بالدرجات وھو متناول لکل اعتقاد حق و عمل مرضی و ملکۃ فاضلۃ وھو یزید وینقص وسنۃ الشارع
ان یسمے کل شئ منھا الایمان لیکون تنبیھا بلیغا علی جزئیتہ ولہ شعب کثیرۃ ومثلہ کمثل الشجرۃ یقال للدوحۃ
والاغصان والاوراق والثمار والازھار جمیعا انھا شجرۃ فاذا قطع اغصانھا وخبط اوراقھا وخرف ثمارھا
قیل شجرۃ ناقصۃ فاذا اقلعت الدوحۃ بطل الاصل انتھی ملخصا ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایمان کی دو قسمیں فرمائی ہیں ایک وہ جسپر احکام دنیا کی بنا ہے یعنی جان و مال کا بچنا اور وہ انقیاد
ظاہری ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول ہے کہ مجکو حکم ہے جہاد کا تا آنکہ لوگ توحید و رسالت کی شہادت

کتاب **سیرۃ النعمان** مؤلفہ مولوی شبلی نعمانی متعلق کالج علیگڈہ بالفعل خوب شائع ہوئی ہے۔
کتاب کا شیوع اور اُسکی مقبولیت چند جہت سے ہوا کرتی ہی نمبر ۱ مصنف کا فضل نمبر ۲ نفس کتاب
کی خوبی نمبر ۳ علمائے معتبرین کی مدح وثنا۔ ان تینوں امروں میں سے کوئی یہاں حاصل نہیں مگر ساتھ اسکے
یہ کتاب شہرت پکڑگئی اور فی الجملہ عوام میں اسکی مقبولیت ہو چلی ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ طرز نگارش اسکا نئی
روشنی والوں کے مذاق کے موافق ہی بعض مضامین انگریزی کتابوں سے بھی ماخوذ ہیں اور اشاعت بھی
اسکی ایسی جگہ اور ایسے ذریعہ (علیگڈھ کالج سید احمد خاں سی ایس آئی) سے ہوئی ہی جو ایسے لوگوں کا مایہ نازش ہے۔
اس کتاب میں اوّلاً امام ابو حنیفہ رح کے احوال اور اُنکے فضائل و سوانح عمری مذکور ہیں گو اس بیان میں تحقیق
سے بالکل کام نہیں رہا گیا ہی بلکہ یہ مضامین ایسی کتابوں سے ماخوذ ہیں جو خود مؤلف (مولوی شبلی نعمانی) کے
نزدیک نامعتبر اور جھوٹی باتوں سے مملو ہیں چنانچہ خود مؤلف صفحہ ۲۹ میں لکھتے ہیں (ہمارے تذکرہ نویسوں نے امام کے
اخلاق و عادات کی جو تصویر کھینچی ہی اوسمیں خوش اعتقادی اور مبالغہ کا اسقدر رنگ بھرا ہی کہ امام صاحب
کی اصلی صورت بھی اچھی طرح پہچانی نہیں جاتی) پھر صفحہ ۲۹ میں لکھا ہی (یہ سچ ہی کہ امام صاحب کے جن فضائل
یا عام حالات کو ہم صحیح تسلیم کرتے ہیں وہ بھی انھیں کتابوں سے ماخوذ ہیں جنمیں فضول قصے مذکور ہیں) مگر مجکو
اسے کچھ بحث نہیں کیونکہ اوّلاً اسکو دین میں کچھ دخل نہیں دوسرے اعیان اسلام کی جسقدر خوبیاں کہی جائیں اہل
اسلام کی توقیع ہی مگر صاحب کتاب نے جو حدیث اور اصول حدیث کی طرف قلم بڑھایا ہی اور اکابر محدثین و
علمائے اہل اصول پر زبان درازیاں کی ہیں اُسکی نسبت میں لکھتا ہوں تاکہ عوام غلطی میں نہ پڑیں اور خلاف
حق کے معتقد نہ ہو جائیں اور اکابر محدثین سے اُنکو سوء ظنی نہ پیدا ہو جائے مؤلف نے خود صفحہ ۱۵ میں لکھا
ہے کہ مسائل و طریقہ اجتہاد پر رائے قائم کرنی مجتہد کا کام ہی اور اپنی کتاب کی نسبت لکھا ہی کہ طرز تحریر کہیں
مورخانہ ہوگا کہیں محدثانہ کہیں مجتہدانہ روش ہوگی اس سے صاف نکلتا ہی کہ مولف نے اپنے مورخ محدث
مجتہد ہونیکا دعوے کیا ہی اہل وقوف و انصاف خود اسکو سوچ سکتے ہیں کہ اس دعوی کی کہاں تک
تصدیق کی جا سکتی ہی اور اس دعوے کی بنا پر مؤلف کی رائے اور بیان کسقدر وزن ہو سکتا ہے۔
قول مؤلف - پہلا مسئلہ یہ ہے کہ امام صاحب فرائض و اعمال کو جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ میں
کہتا ہوں اصل حقیقت یہ ہی کہ محدثین اللہ و رسول کی پیروی میں مزید اہتمام رکھتے ہیں جن امور کی نسبت
اللہ و رسول سے جو کچھ وارد ہے اور جس امر پر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو حکم لگایا ہے

خطبہ ... مولوی
عبدالغفور رحیم آبادی ...

خرج منہ الایمان فکان فوق راسہ کالظلۃ فاذا خرج من ذلک العمل رجع الیہ الایمان **ترجمہ** جب بندہ زنا کرتا ہے
تو ایمان اُس سے نکلجاتا ہے اور اُسکے سر پر سایہ کیطرح رہتا ہے پھر جب اُس فعل سے نکلا تو ایمان اُسکی طرف پلٹ آیا
بھلا اس مضمون حدیث کو کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ کلام کے زور دینے کا ایک پیرایہ ہے اگر نعمانی صاحب کہیں کہ وہ
اپنے دوسری روایت کا مطلب لکھا ہے تو بھی غلط کیونکہ جب حدیث ہی اُس معنی کی توضیح کرتی ہے تو خلاف
اُس کے بات بنانے کا کیا موقع ہے۔

امام ابو حنیفہ رح بھی زمانۂ تبع تابعین کے اہل الرائے تھے اور اسی لقب سے مشہور تھے جیسا کہ خود صاحب سیرۃ النعمان
نے صفحہ ۱۱۳ میں امام ابو حنیفہ رح کی نسبت لکھا ہے (اُنکی شہرت اہل الرائے کے لقب سے ہے) وہ بھی ایمان کے مسئلہ
میں محدثین کے مخالف ہوئے باقی رہا اہل الرائے کے معنی میں جو کچھ صاحب سیرۃ النعمان نے ہوا بندی کی ہے
میں یہاں پر اُنکی ممدوح و مقبول کتاب کی عبارت نقل کرتا ہوں حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۶۶ میں ہے المراد من اھل
الرای قوم توجھوا بعد المسائل المجمع علیھا بین المسلمین او بین جمھورھم الی التخریج علی اصل رجل من
المتقدمین فکان اکثر امرھم حمل النظیر علی النظیر والرد الی اصل من الاصول دون تتبع الاحادیث والآثار
ترجمہ اہل الرائے سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے مسائل متفق علیہا کے بعد کسی شخص متقدم کے
قاعدہ پر تخریج مسائل کیطرف توجہ کی اُنکا اکثر دستور یہی تھا کہ مسئلہ میں اُسکے مشابہ مسئلہ کا جو حکم ہوتا وہی حکم
اُس مسئلہ پر بھی لگا دیتے اور مسئلہ کو اُنھیں قواعد کی طرف پھیر پھار کر لیجاتے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اور اعمال واقوال صحابہ رض کے کھوج تلاش نہ کرتے۔

یہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ اہل الرائے وہ لوگ کہلاتے تھے کہ مسائل میں قاعدہ لگا کر اور قیاس سے فتوی
دیتے تھے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ رض سے اُنکو سروکار نہ تھا جس کا اور مزید
بیان اس کتاب میں انشاء اللہ حسب موقع آئے گا۔

صاحب سیرۃ النعمان نے اس موقعہ میں امام ابو حنیفہ رح کا ایک خط نقل کیا ہے اور بعد نقل مضمون خط کے
لکھا ہے کہ امام صاحب نے جس خوبی سے اس دعوی کو ثابت کیا ہے انصاف یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ دعوے تو یہ ہے کہ ایمان نفس تصدیق کا نام ہے اور اعمال ایمان سے خارج ہیں اس دعوی کی پہلی
دلیل امام صاحب کے خط کا مضمون آپ یہ نقل کرتے ہیں (جو شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا اور شرک چھوڑ
دیتا تھا اُسکے جان و مال حرام ہو جاتا تھا پھر خاص اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے تھے فرائض کے احکام آئے)

اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں - اور اگر لوگوں نے ایسا کیا تو مجھ سے اپنی جان و مال کو سوا حقوق اسلامی (قصاص وغیرہ)
کے بچا لیا اور حساب اُنکا اللہ کے ذمہ ہے - دوسری قسم ایمان کی وہ ہے جس پر احکام آخرت یعنی نجات و درجات پانے
کی بنا ہے اور وہ شامل ہے ہر اعتقاد حق اور عمل پسندیدہ کو اور ملکۂ فاضلہ کو اور وہ کم و بیش ہوتا ہے رسول خدا صلعم نے ان
سب امور کا نام ایمان رکھا تاکہ تنبیہ ہو اس پر کہ یہ سب باتیں جزو ایمان ہیں اور ایمان کی بہت شاخیں ہیں اور ایمان
کی مثال درخت کی ہے کہ تنہ شاخ پتے پھول پھل کے مجموعہ کو درخت کہا جاتا ہے اگر شاخیں کاٹ لی جائیں اور پتیاں
جھاڑ دیجائیں اور پھل توڑ لئے جائیں تو ناقص درخت کہلائیگا اور اگر تنہ اکھیڑ دیا جاے تو اصل ہی نہ رہیگا -
حجۃ اللہ البالغہ میں اس مقام میں بڑی تفصیل سے بحث ہے احادیث و آیات منقول ہیں اور نہایت عمدہ و لطیف بحث کی
ہے ہم نے بخوف تطویل نہایت مختصر اور ملخص طور پر نقل کر کے ترجمہ کیا ہے جسکا جی چاہے کہ اسکی پوری تفصیل و بحث و دلائل
پر مطلع ہو وہ کتاب ممدوح کے اس مقام کو بامعان نظر مطالعہ کرے انصاف یہی ہے کہ حجۃ اللہ البالغہ فی الحقیقت
اللہ کی حجۃ بالغہ ہے اور جیسا کہ مؤلف نے صفحہ ۱۷۶ میں اقرار کیا ہے واقعی عدیم النظیر کتاب ہے +

اس عبارت منقولہ سے صاف ظاہر ہے کہ اعمال کو ایمان کہنا سنت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بنا پر
اس کے جن اعمال کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان قرار دیا اُن ہی اعمال کو محدثین نے بھی (جو سنت
رسول مقبول م کی پوری پوری پیروی کرنیوالے ہیں اور امور دینیہ میں قدم بقدم رسول صلعم کے چلنے والے ہیں
اور جملہ امور میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمسک کرنیوالے ہیں) ایمان کہا انکی مخالف
وہ لوگ ہیں جو اسلام میں منطقی اور فلسفی خیال کے پیدا ہوئے اور بیشتر امور دینیہ اُنکا دار و مدار عقلی باتوں پر رہا
اور اس وجہ سے سلف صالحین نے اُنکو اہل الرائے کا لقب دیا ایسے جو لوگ تھے اُنھوں نے ایمان کے معنی صرف تصدیق بالجنان
خیال کرکے اُن اعمال کو خارج از ایمان قرار دیا اور احادیث کا خود اتباع ہی نکیا اور اگر کسی نے خلاف میں حدیث پیش
کی تو بخیال اُنھیں اعتراضات عقلیہ کے جنکو صاحب سیرۃ النعمان نے نقل کیا ہے اُن احادیث کی تاویل کردی یا اور
طور پر ٹال دیا جیسا کہ اسی کتاب سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۲۸ میں بعض استدلال محدثین کی نسبت لکھا ہے (بڑا استدلال
اس حدیث پر ہے کہ مومن مومن ہو کر زنا و چوری نہیں کرتا حالانکہ یہ کلام کے زور دینے کا ایک پیرایہ ہے ہم اپنی زبان میں
کہتے ہیں کہ بھلا آدمی ہو کر تو ایسا کام نہیں کر سکتا جسکا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ کام شان شرافت کے خلاف ہے -)
مگر یہ صریح حدیث کا مطلب بگاڑنا ہے حدیث کا ہرگز یہ مضمون نہیں میں لفظ حدیث نقل کرکے ترجمہ کرتا ہوں جس سے
لوگ صاحب سیرۃ النعمان کے کلام کی خوبی اور اعتبار کا اندازہ کرسکتے ہیں - حدیث کی عبارت یہ ہے اذا زنی العبد